تحریکِ آزادی اور اُردو کے چند مسلمان شعراء

عامرہ رسول

Amira Rasool

Ph.D Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.
Lecturer, Department of Urdu,
Govt. Degree College, Uch Sharif.

Abstract:

Literature is a means of any nation's identification. While the event of the partition of the subcontinent was related to the pleasing dream of Emancipation it was also associated with the tragedy of migration. There is a strong relation between literature and society. Particularly in the twentieth century, this relation ship had become even deeper. The tyranny and oppression of the English were at their peak. Whenever humanity is tyrannized, every writer exposes such issue through his writing. In our Urdu poetry there are many poets who not only instigated the masses to participate in the struggle for freedom, but they themselves were involved in it.

ادب کسی بھی قوم کی شناخت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ برصغیر کی تقسیم کا واقعہ ایک طرف تو آزادی کے خوش کن خواب سے جڑا ہوا تھا اور وہیں نقل مکانی کے المیے سے بھی یہ وابستہ رہا۔ ادب اور سماج کا آپس میں مضبوط رشتہ ہوتا ہے۔ بالخصوص بیسویں صدی میں یہ رشتہ کچھ زیادہ گہرا ہو گیا تھا۔ جس وقت انگریزوں کے ظلم وستم اپنی انتہا پہ تھے۔ ادیب کی اپنی زندگی خواہ کیسی ہو لیکن جب وہ معاشرے پہ قلم اٹھاتا ہے۔ صرف سچائی اور حقیقت بیان کرتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے معاشرے میں جبر وتشدد ہو رہا ہو اور وہ خاموش رہے۔ جب بھی انسانیت کے ساتھ ظلم ہوا ہے تو ہر ادیب اس سے متاثر ضرور ہوا ہے۔ ہماری اردو شاعری میں بہت سے ایسے شعراء موجود ہیں جنہوں نے نہ

صرف یہ کہ عوام الناس کو جدوجہد آزادی میں حصہ لینے کے لیے ان میں جذبہ حب الوطنی پیدا کیا بلکہ وہ خود بھی اس میں پیش پیش رہے۔ گوپی چند نارنگ اپنی کتاب ''ہندوستان کی تحریک آزادی اور اُردو شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''جس طرح جدوجہد آزادی تیز ہوتی گئی اُردو شاعری کے تیور بھی نکھرتے گئے۔''(۱)

ہندوستان میں مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے ملک پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو اپنی غلامی کا احساس نہ ہوا تھا اور نہ ہمیں یہ سمجھ آ رہا تھا کہ اس غلامی کی نوعیت کیا ہے لیکن جلد ہی احساس ہو گیا۔ یہ احساس اس وقت پیدا ہوا جب مفلسی اور فاقہ کشی نے تمام ہندوستانیوں کو لاچار کر دیا۔ انگریزی حکومت کی وعدہ خلافیوں اور مظالم نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔ آزادی کے موجودہ تصور تک پہنچنے کے لیے جتنے زینے ہندوستانی سماج نے طے کیے ہیں اتنے ہی ہمارے ادب نے بھی کیے۔ اس لیے تو کہا جاتا ہے کہ ادب زندگی کی حقیقتوں اور ضرورتوں کا عکس ہوتا ہے۔ اُردو زبان وادب کے متعلق پروفیسر آل احمد سرور اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''اُردو ادب کا لہلاتا ہوا باغ تنہا ایک باغبان کی محنت کا ثمرہ نہیں، اس کی آبیاری مختلف جماعتوں، مذاہب اور ممالک نے مل کر کی ہے۔ اس کی تعمیر میں بہتوں نے اپنا خون پسینہ ایک کیا ہے۔ فقیروں اور درویشوں نے اس پر برکت کا ہاتھ رکھا ہے۔ بادشاہوں نے اسے منہ لگایا ہے۔ سپاہیوں نے زبان تیغ اور تیغ زبان دونوں کے جوہر دکھائے ہیں پھر بھی یہ جمہور کی زبان اور جمہور کا ادب ہے۔''(۲)

اُردو زبان وہ واحد ہندوستان کی زبان ہے جس نے تحریک آزادی میں بہت سی خدمات سرانجام دیں اور وطنِ عزیز کی خاطر اس کے شاعروں اور ادیبوں کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ بقول شارب رودلوی:

''ہندوستان کی جنگِ آزادی دو اسلحہ سے لڑی گئی ایک اہنسا، دوسرا اُردو زبان۔''(۳)

ویسے تو اُردو کی تمام اصناف سخن میں آزادی اور وطن سے محبت کا جذبہ پایا جاتا ہے لیکن اُردو کی نظمیہ شاعری میں یہ جذبہ زیادہ ہے۔ ایسے نظم گو شعراء میں الطاف حسین حالی، علامہ محمد اقبال، مولانا حسرت موہانی، جوش ملیح آبادی، اکبرالہ آبادی، علی سردار جعفری، مخدوم محی الدین مجاز اور فیض احمد فیض کا شمار ہوتا ہے۔

الطاف حسین حالی کی شاعری کا آغاز جن حالات میں ہوا تھا اس وقت پورا ملک غلامی اور زبوں حالی میں گرفتار تھا۔ اس عہد میں قوم کے بہت سے افراد گوشہ نشینی اور تصوف میں پناہ ڈھونڈ نے لگے تھے۔ سرسید سے ملاقات کے بعد ان کی شاعری قومی اور ملی مسائل کی ترجمان بن گئی۔ انہوں نے مسلمانوں کو متحد ہونے کی تلقین کی۔ مسدس حالی ''مدوجزر اسلام'' صحیح معنوں میں اُردو میں قومی شاعری کی پہلی منزل ہے۔ ان کی فکر ونظر کے دو پہلو بہت اہم ہیں۔ ایک یہ کہ وہ مسلمانوں میں تعلیم کو عام دیکھنا چاہتے تھے اور اس کے فقدان سے افسردہ تھے۔ دوسرے وہ معاشرے کی خراب رسموں سے دل برداشتہ تھے۔ ان کے نزدیک یہ فضول رسمیں، توہمات، اسراف سب قوم کی تباہی کی علامت ہیں:

دیکھو جس سلطنت کی حالت درہم
سمجھو کہ وہاں ہے کوئی برکت کا قدم
یا تو کوئی بیگم ہے مشیر دولت
یا ہے کوئی مولوی وزیر اعظم(۴)

تعلیم وترقی اور جدوجہد کی تلقین موقع بہ موقع ان کی بیشتر نظموں میں ملتی ہے۔ ان کا اسلوب اور طرزِ ادا وقت اور حالات کی مناسبت سے ہے:

گیا دور حکومت کا بس اب حکمت کی ہے باری
جہاں میں چار سو علم و عمل کی ہے عمل داری
جنہیں دنیا میں رہنا ہے رہے معلوم یہ ان کو
کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت(۵)

محمد حسین آزاد نے اپنی نظموں کے ذریعے قوم کو تلقین کی کہ انجام کی پروا کیے بغیر رفاہِ قوم کو اپنا مقصد بنالیں۔ انہوں نے اپنی نظموں کے ذریعے ہم وطنوں کو محبت، اتحاد، روشنی اور امن کے پیغام دیا:

الفت سے سب کے دل سرد ہوں بہم
اور جو کہ ہم وطن ہوں وہ ہمدرد ہوں بہم
علم و ہنر سے خلق کو رونق دیا کریں
اور انجمن میں بیٹھ کے جلسے کیا کریں
بریز جوش حب وطن سب کے جام ہوں
سرشار ذوق وشوق دل خاص وعام ہوں

اکبر کی شاعری حب الوطنی اور آزادی کی جذبے سے سرشار ہے۔ ان کو انگریزی تہذیب سے نفرت تھی۔ ان کا خیال تھا کہ یہ انگریزی تہذیب مسلم اقدار کو پامال کردے گی۔ ان کی نظم کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی یہ پردے کی پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے
عقائد پر قیامت آئے گی ترمیم ملت سے
نیا کعبہ بنے گا مغربی پتلے صنم ہوں گے
تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہے وہ دن نہ تم ہو گے نہ ہم ہوں گے

سرور کی نظموں میں اتحاد، روشنی، امن، انسانی ہمدردی جیسے جذبات کی ترجمانی ملتی ہے۔ان کی نظم ''مادرِ وطن'' دیکھیے:

واہ! یہ جاں بخش پانی ، یہ ہوائے خوش گوار
یہ تر و شاداب ، شیریں میوہ ہائے خوشگوار
ٹھنڈی ٹھنڈی عطر میں ڈوبی ہوئی بادِ جنوب
سبز کھیتوں کی ہوائیں اور یہ میدانوں کی دھوپ

اقبال کی شاعری قوم وملت کو جگانے کے لیے سبق آموز ہے۔انہوں نے تحریکِ آزادی کی جدوجہد کو بہت غور سے جانچا اور اپنی شاعری میں جابجا اس کا ذکر کیا۔کہیں وہ نوجوانوں کو مخاطب ہو کر ان کو اپنا شاندار ماضی یاد دلاتے ہیں اور کہیں وہ نوجوانوں کو عمل وحرکت کی تلقین کرتے نظر آتے:

رُلاتا ہے تیرا نظارہ اے ہندوستان مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا افسانہ سب افسانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

جوش ملیح آبادی: آزادی کے موضوع پر جذبات اور انقلاب کی صورت میں لکھنے کی وجہ سے وہ شاعر انقلاب مشہور ہوئے:

کام ہے میرا تغیر نام ہے میرا شباب
میرا نعرہ انقلاب و انقلاب انقلاب

حسرت موہانی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جدوجہد آزادی میں گزارا۔ان کے افکار سے انگریزی حکومت خوفزدہ تھی۔وہ دو سال قید میں رہے لیکن ان کے حب الوطنی کے جذبات سرد نہ پڑے۔ ان کے خیال کے مطابق آزادی کو حاصل کرنے کے لیے دوسروں پر انحصار نہیں کرنا چاہیے اور عملی طور پر

جدوجہد کرنی چاہیے:

غیر کی جدوجہد پر تکیہ نہ کر کہ ہے گناہ
کوشش ذات خاص پر ناز کر اعتماد
اے کہ نجات ہند کی دل سے ہے تجھ کو آرزو
ہمت ہے بلند سے پاس کا اسناد کر

آزادی کی خوشی تو نصیب ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی خون کی ہولی شروع ہوگئی۔اس دوران ہندو مسلم فسادات تعصب اور تنگ نظری کی آگ بھڑک اٹھی اور صدیوں کا تہذیبی سرمایہ اس میں فنا ہو گیا۔مسلم اور ہندو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے۔اس نازک مرحلے پر بھی اُردو شعراء نے عوام سے امن کی درخواست کی۔فیض کی ''صبح آزادی'' میں درد کی لہریں نظر آتی ہیں:

یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں
فلک کے دشت میں تاروں کی آخری منزل
کہیں تو ہوگا شب مست موج کا ساحل
کہیں تو جا کے رکے گا سفینہ غم دل

اُردو شاعری نے مجاہدین آزادی کے ساتھ مل کر آزادی کے لیے آواز بلند کی اور ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد، ملت امن کی تلقین کی اور وطن کے ساتھ والہانہ محبت رکھنے کا درس دیا اور مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ آزاد وطن کی صورت میں ۱۴راگست ۱۹۴۷ء کو منظر عام پر آیا:

مبارک جشن آزادی کہ منزل مسکراتی ہے
کہ روحِ ارتقاء اک نغمہ دل کش سناتی ہے
تبسم ہے فضاؤں میں ترنم ہے ہواؤں میں
مگر اس دم شہیدانِ وطن کی یاد آتی ہے

حوالہ جات

۱۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ہندوستان کی تحریک آزادی اور اُردو شاعری، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص:۱۰

۲۔ بحوالہ اُردو زبان وقواعد، حصہ دوم، شفیع احمد صدیقی، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۲۰۰۸

۳۔ رسالہ فکروتحقیق، سہ ماہی، شمارہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۳ء، ص:۵۸

۴۔ نذیر احمد، پروفیسر، الطاف حسین حالی، تحقیقی وتنقیدی جائزے، دہلی: غالب انسٹی ٹیوٹ، ۲۰۰۳ء، ص:۳۴

۵۔ سفارش حسین رضوی، انتخاب حالی، دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ص:۲۱